

صمصامِ جدید
بر کوئی بے قید و تقلید
۱۴۰۵ھ

انعام
اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا
علیہ الرحمہ



ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰ حضرت سیٹ ورکس

www.alahazratnetwork.org



تعلیم کے ذریعہ ایک عظیم شہر میں جو سب سے بڑا شہر ہے اور جو دنیا کا سب سے بڑا شہر ہے
میں بنا آئی ہے۔

مقام حاکم

٥٠٣

برکوی بے فتیہ عد و تقلید

انرا افلاک است

عاشق سید المرسلین شیخ الاسلام و المسلمین

اعلیٰ حضرت ایاک اہل سنت و لانا شاہ احمد رضا خاں صنا

قادسی رحمتہ علیہ

ترتیب بر مولانا نواب سید الطہار احمد خاں حیات مرحوم کے قلم ہے

ناشر: محمد اسحاق قادری جہلم کتبہ اشاعت اسلام علیہ کراچی

مشہور اسٹیل پائپس کراچی

عزمِ ناسشر

سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ماضی قریب میں عالمِ اسلام کے علمائے نامور عالمِ محدث و فقیہ، محدث و مفکر گزرے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف قرآن و حدیث کی تعلیم اور ان سے مسائل کے استنباط و استخراج میں امتیازی مقام عطا فرمایا تھا۔ بلکہ مختلف علوم میں بے پناہ تجریدی صلاحیتوں سے سرفراز فرمایا تھا۔ آپ کی وفات کو ۱۴۳ سال گزر چکے ہیں لیکن آپ کے اخلاق و عادات اور ایمان و اُفروز تعلیمات آج بھی طالبانِ علم و تقیٰ اور سالکانِ رشد ہدی کے لئے مشعلِ راہ ہیں آپ کی علمی قابلیت کا عرب و عجم کے اربابِ علم و فضل پر تو ہوا مانا۔ اور آپ کو علم کا بادشاہ قرار دیا۔ عرب کے جلیل القدر علماء نے آپ کی خدمت میں ہدیہ تحسین و تبریک پیش کیا۔ آپ نے پچاس مختلف علوم پر تقریباً ایک ہزار چوبیس اقدار کتابیں تصنیف فرما کر دنیا سے علم و فضل سے اپنی شجرِ علمی، منیٰ آفرینی اور فطرت کی لہو لہو اٹھایا آپ کی میت تصانیف ابھی تک طبع نہ ہو سکیں۔ ہم نے آپ کی جلد غیر مطبوعہ اور طباب تصانیف کو عمدہ طریقے سے چھپوانے کا عزم کر لیا ہے۔ اس عظیم خدمت کو سرانجام دینے کے لئے آپ کے بھرپور تعاون کی ضرورت ہے۔ اس مبارک سلسلہ کی پہلی کڑی حصہ صام حدیث پر مشتمل خدمت ہے۔ اگر غیر حضرات چند نسخے منگو کر غریب و طلبہ میں مفت تقسیم فرمائیں تو وہ ان کے لئے باعثِ صدقہ جاریہ ہونگے۔ امید کہ مسلمانوں کا تعاون باعثِ توسیع اشاعتِ دین ہوگا۔ تاجروں اور مفت تقسیم کرنے والوں کے لئے خاص رعایت رکھی گئی ہے۔

الفقر محمد اسحاق قادری۔ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے

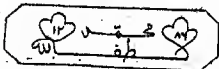
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حامداً و مصلياً۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اور مفتیان شیعہ متین اور کیا فرماتے ہیں جمیع اہل اسلام اس امر میں کہ جو شخص دین اسلام اور مذہب حنفیہ کی کتب کو حیر جانے اور ذیل کے یعنی فقہ اور عقائد کو تو اس کے واسطے کیا حکم ہے اور حرمین شریفین کے جمیع علماء اور کو حیر اور ذیل کے اور ان کی توہین کو سنا اور چار معلوئے شریف کو چھرا ہلکے اور تقلید معتزہ کو حرام کہے تو ایسے شخص کے واسطے اور نیز اس کے معاون اور مدعاؤں کی واسطے کیا حکم ہے اور نماز اس کے پیچھے پڑھنا اور دست برد پائیں اور وہ شخص مشرک اور کافر اور منافق ہوا یا نہیں اور اس کی عورت کو طلاق ہوئی یا نہیں اور جن صاحبوں کو برد یہ الفاظ کہے ہیں ان کی گواہیاں عند اللہ شریف ہیں۔ بینوا و توجروا۔

الجواب

بیشک محفرو دین اسلام کافر ملعون ہے اور جو لوگ حضرات مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ کو اور کتب فقہ کو معاذ اللہ ٹراکتے ہیں وہ گمراہ ہیں مسلمانوں کو ان کی صحبت سے پرہیز لازم ہے۔ تقلید ایک مجتہد خاص کی امر ضروری ہے عوام کا تو کیا ذکر ہے اس زمانے کے خواص کو بھی اس سے چارہ نہیں۔

حررہ محمد لطف اللہ عفی عنہ



سائل نے یہ دریافت کیا کہ جو شخص دین اسلام کو حقیر جانے لڑے
کیسا ہے اس کا جواب تو یہی ہے کہ وہ کافر ہے حضرات مجتہدین
اور علمائے اُمتِ محمدیہ کی بھی تحقیر اور توہین کرنے والا اور اُن پر
شتم کرنے والا فاسق ہے۔ علمائے حرمین کا محقر بھی ایسا ہی ہے تقلید
امام معین کی ضروری ہے عوام الناس کو اس عقیدہ کے ساتھ کہ امام مصلح
انہیں ہے شاید اس سے خطا بھی ہوتی ہو اور اس انتظار و امید داری
کے ساتھ کہ جس وقت حدیث نبوی صیحجہ بسند صالح خلاف رائے امام
کے ظاہر ہو جاوے گی اور اس سے امام کی رائے کی خطا کھل جائے گی۔
تو فوراً امام کی رائے کو چھوڑ دوں گا اور حدیث نبوی کو بالراسِ داعیین قبول
کر دوں گا اور اس قسم کی تقلید سلف سے ثابت ہے اور اگر معین کی تقلید
کو فرض سمجھے اور یہ عقیدہ ہو کہ قیاس امام قطعاً صواب ہے اور اُن سے
منظف خطا نہیں ہے اور اس عقیدہ پر ایسا مہم ہوا کہ اگر حدیث امام کے قیاس
کے خلاف ملے گی تو قیاس کو نہ چھوڑ دوں گا اور حدیث کو رد کر دوں گا ایسی تقلید
حرام ہے اور سلفِ صالح رحمہم اللہ نے ہرگز ایسی تقلید کو جائز نہیں رکھا
اور نہ امام نے اس کو جائز رکھا اور علمائے اُمت نے ایسے ہی لوگوں کو انخذوا
اھلہم واربھانہم اس باباؤں دونوں اللہ کا مصداق لکھا ہے۔ ہم
مسلمین اس کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں دو حکم کی تصدیق
کرتے ہیں ایک توحید معبود برحق دوسرے تصدیق محمد رسول اللہ کی باہم طور
کہ کوئی شخص رسالت میں اُن کا شریک نہیں ہے پس اگر صفات خداوندی

میں کسی کو کسی نے شریک مانا تو وہ مشرک فی التوحید ہے اور اگر احکام رسالت میں کسی کو ذیل یا مزاعم سمجھا تو وہ مشرک فی النبوة ہے اور قاس کو بمقابلہ نفس کے واجب العمل جان لینے سے ہمت ثابت کہ صاحب قاس کو صاحب شریعت اور صاحب نفس کو غیر صاحب شریعت سمجھا ہے اور اس میں تو مشرک فی النبوة کیا انکارِ نبوت لازم آتا ہے۔ ایسی تقلید سے اٹھ بچا ہے۔
واللہ اعلم وعلیہ التم۔

حررہ محمد اسماعیل عفا اللہ عنہ

محمد اسماعیل

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اور جمع اہل اسلام جناب مولانا لطف اللہ صاحب یا اور حضرات کی جو اس فتویٰ پر عبارت تحریر ہے اور اسماعیل کی عبارت تحریر ہے کون سی صحیح ہے اور کس کی عبارت غلط اور باطل ہے، بیواستناد کتاب واللہ اعلم بالصواب فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہم لاک الحمد۔ تحریر مولوی محمد لطف اللہ صاحب لطف اللہ بادین قرین حق و صواب ہے اور تحریر مخالف بوجہ شدت اجمال قابل التفات اہل علم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم ہستی۔
عبدۃ المذنب احمد رضا

حقی عنہ محمد ۱۵ المصطفیٰ اہل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حقی و تادیر ۱۲۸۸
عبدالمصطفیٰ احمد رضا خان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذی جعل اهل الذکر سادة الامة والصلاة والسلام علی من امرنا بتقليدهم لا بتكشاف القمه وعلى اله واصحابه ومجتهدی شرعه وتبع الاثمة . آمین

فقیر سلطان احمد بریلوی مفادہ المونی القوی نے مولوی لطف اللہ صاحب
کاجراپ اور اس کے خلاف مولوی اسماعیل صاحب کوئی کی تحریر عجیب اور
اُس تحریر کے رد میں مولوی احسان اللہ صاحب و مولوی عبدالغفار صاحب
و مولوی قاسم علی صاحب و مولوی محمد گل صاحب و مولوی عبدالسمیع صاحب و مولوی
سید شاہ علی صاحب و مولوی ابوالفاضل صاحب کے کلمات دیکھے فی الواقع
مولوی لطف اللہ صاحب کا جواب حق صریح اور مولوی کوئی صاحب کی تحریر
باطل قبیح ہے۔ اور اگرچہ حضرات مذکورین نے اُس کا رد لکھا مگر فقیر کو حضرت
عالم محقق فاضل مدق جبر ماہر بحر امداد ث اعلم کا ہوا عن کابر حضرت اوستاذنا
و طائفة تاجنا مولانا مولوی محمد احمد رضا خان صاحب محمدی سنی حقی قادری بکاتی
بریلوی سظلۃ العالی کا ارشاد ثابت کرتا ہے کہ وہ تحریر کجماں اہمال قابل انتقاد
اہل علم نہیں لہذا مناسب کہ اس کی نسبت بہ نظر بر سر یہ چند حرف مختصر گذارش
کراں فی بابہ التوفیق وبہ الوصول الی ذلک الحقیقی وحسبنا اللہ ونعم
الموکیل الاعتصام وعلیہ التعمیل۔ قول طحطاوی حرمین کا مختصر بھی ایسا ہی
ہے اقول الحمد للہ کہ طائفہ جدیدہ پر کجی حضرات طحطاوی حرمین ملتحمین زادہ اللہ شرفاً
و کراماً کے ساتھ اتنی عقیدت ہے مگر نہ ہاں کہ اُن دو دفعوں نے سارے مذہب علیہ

کاغذ کر دیا علما حرمین مجددانہ تحریراً و تفسیراً ان غیر مقلدوں کو ضال مضل
 مبتدع مبطل قرار دیا ہے اور اسی طرح اکثر مسائل جدیدہ غمزہ طائفہ کے رد و ابطال
 میں باہا ان کے فتاویٰ آپ کے ان صاحبوں اور ان کے پیشواؤں یعنی بنیان
 مذہب جدید کی نسبت علما حرمین یہ آیا کر یہ سننا ہے کہ لا تشک حزب
 الشیطان الا ان حزب الشیطان هو الخسرون ۱۱ جیسے یوں اعتبار
 آئے حرمین محرمین چنداں دور نہیں اب سوال کر کے دیکھئے تو کیا جواب ملتا ہے
 اور جب یقیناً معلوم کہ وہاں کے علما کو ام ہمارے موافق اور اس طائفہ کا
 صریح مخالف تو قطعاً واجب کہ ہمارا مذہب ہندو مت حق و ہدایت اور مشرب
 طائفہ اہل ضلالت ہو ورنہ لازم آئے گا کہ ان کے طور پر دیار ہند کے غریب
 سنیوں کی مانند علما حرمین بھی معاذ اللہ مشرک بدعتی کہلائے جائیں اور
 مشرک بدعتی شرفاً واجب التوبہ و مستحق تحقیر پھر ان کا محقر فاسق کیوں ہوتا
 بلکہ استغفر اللہ قاصد صواب و مستحق ثواب پھر تا وہ داخلت و عبارتہ اخروی
 زبان کوئی صاحب سے یہ کراچی من حیث لایدری ایسا بخل گیا جس نے
 ان کے اقرا سے انھیں فاسق بدعتی ٹھہرا دیا علما حرمین روحاں سے خالی
 نہیں ان کے نزدیک اہل سنت ہیں یا معاذ اللہ اہل بدعت بر تقدیر اول
 اگر باب طائفہ کہ ان کے خلاف مذہب رکھتے ہیں اور فتویٰ لکھتے ہیں بیشک
 ضال و مضل ہونے کے حق کا مخالف نہ ہو گا مگر گمراہ قال اللہ تعالیٰ فماذا
 المبدل الحق الا للضلال و بر تقدیر ثانی جب کہ کوئی صاحب اہل بدعت
 کی توہین اور تحقیر کو موجب فسق جانا تو لاجرم ان کی تعظیم و توقیر کو واجب

ہانا اور حدیث میں ہے من و قرصا حب بدعة فقد اعان علی حد مر
 الاسلام جس نے کسی بدعت کی تفریق اٹھانے دین اسلام کے ڈھانے پر
 مدری اخوجه الطبرانی فی الکبیر عن عبد اللہ بن بسر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ والبیہقی فی الشعب عن ابراہیم بن میسرہ مرسلاً تو
 آپ باقرار غم بدخواہ اسلام ہوئے، غرض یہ ہے ہر طرح آفت میں ہے سبحان اللہ
 کیا قدرت الہی ہے کہ اہل باطل کے کلام سے ان پر رجعت قائم ہوتی ہے و اللہ
 اعلم قولہ تقلید امام معین کی ضروری ہے اقوال افسوس کیا مقام مجہدی ہے
 یہ دوسری آنکھی آپ کو بڑنی پڑی جس کے باعث انہیں سوراندہ و ازاں سو
 ماندہ لا الہ الا ہو لا الہ الا ہو لا الہ الا ہو لا الہ الا ہو لا الہ الا ہو لا الہ الا ہو
 قیود باطل پر سوا عقدہ کریں گے جن کا ذکر انشا اللہ تعالیٰ آئندہ کرتا ہوں اور
 آپ کے طائفہ والے یوں بڑی گت بنائیں گے کہ تم نے تقلید شخصی کو کیونکر ضروری
 کہہ با اگرچہ عوام ہی کے لئے۔ حضرات ذرا سمجھ بوجھ کر مسکھین طائفہ کے لئے جو آج
 سوچ رکھے جب وہ آپ سے پوچھیں گے قرآن و حدیث میں کہاں آیا ہے کہ عوام
 مسلمین پر لازم ہے کہ خفی بنے کوئی مشافہی نہ ہے ہر مذہب والا خاص اپنے ہی
 امام کی تقلید کرے بھلا مقلد بچارے تو اپنے ائمہ کو معاذ اللہ ارجا با میں
 دون اللہ بتاتے تھے تم تو خدا میں بیشکے کہ اپنے لئے منصب ایجاب و تحریم
 مانتے ہو وہ وقت میرے پیش نظر ہے بب کبرا طائفہ اس کلمہ پر بگڑا چار طوط
 سے آپ کو چٹیں اعدا آپ نیم جھرا ہٹ نیم جھنجا ہٹ ستم کشکش میں اس
 قدیمی پناہ کی طرف ہمیشہ کریں گے تو لوگوں کی خاطر سے یوں نہیں کہہ دیا تھا۔

التماعن مستہزون۔ قولہ ضروری ہے عوام الناس کو قول عوام الناس سے طراء جاہلان محض مراد ہیں یا ہر وہ شخص جو منصب اجتہاد در رکھتا ہو۔ بہر تقدیر آجکل کے ناخواندہ بھی آپ کے اس حکم میں داخل اور شرط انتظار شرعاً ان پر بھی لازم اب فرمائیے ان کے اس انتظار کے کیا معنی ہیں آیا یہ اگر ہمیں حق تعالیٰ ایسا منصب تیز و ادراک عطا فرمائے گا کہ ائمہ مجتہدین کے اجتہادات کو چکیں اور میزان نفع میں قول کران کے خطا و صواب پر اطلاع پائیں اس وقت جس مسئلہ میں ہمیں امام کی خطا نظر آئی تھی تقلید کر رہے تھے تو یہ امر آپ کے بنیہ فرمائے ہر مقلد کو مقبول و مسلم واقعی تقلید کی حاجت اسی وقت تک ہے جبکہ ہم خود وہ بیانتِ معظی نہیں رکھتے۔ قال اللہ تعالیٰ فامثلوا اهل الذکر ان کمثلوا لا تعلمون ہمیں اللہ تعالیٰ اس قابل کر دے کہ میں تقلید پر مجبور ہوں مگر کلام اس میں ہے کہ اس منصب کا انتظار اور اس کی امید واری میں رہنا شیخ چلی کا سا گھر بنا نا ہے جب اکابر علمائے محققین کو تمام عالم ان کا خوشہ چین اور آجکل کے مدعیان اجتہاد میں ان کا کلام سمجھنے تک کی بیانت نہیں ہمیشہ اپنے آپ کو اس منصب عظیم سے قاصر ٹھہراتے اور مگر ائمہ مجتہدین کا غامضہ اطاعت و روشِ تہمت پر اٹھانے تو ہم کو اس کے رتبہ تک پہنچنے کے سامان نہیں رکھتے منصب نقد و تنقیح اقوال ائمہ کی اسید واری کس منہ سے کریں ذی عقل آدمی اس بات کی امید کرتا ہے جس کے غلطی اسباب میسر پاتا ہے ورنہ گدا سنے نفاق مست کا یہ خیال پکانا کہ میں سلطانِ ہفت اقلیم ہوں پتا ہونی نہیں

تو کچا جب بھی ہے ایسے پہل خیالات باندھنا شرعاً کیوں واجب ہونے لگے
اور یہی وجہ ہے کہ مقلدین کا ذہن اس طرف نہیں جاتا اور نہ کون نہیں جانتا
کہ اہل نقد و اجتہاد کو تقلیدِ معض کی ہرگز حاجت نہیں اور مور ناتواں اگر پُر
پُر ہوتے نہ پٹے سلیمان تک پہنچنے کی کوئی صورت نہیں پھر اگر مور سے
پوچھئے ہاں فرض تھے بھی خدا سے تقاضی پُر وقوت کافی عطا فرمائے کیا جب
بھی ایسی ہی مستلح پُر رہی یقیناً کہے گی ایسا ہو تو میں خود ایک قسم
کی پُر پُر فرخندہ فال ہوں مگر یہ بات کہاں میں اور کہاں یہ خیال ہی حالِ مقلد
اور مجتہد کا سمجھ لیجئے اور بے منصب نقد و تنقیح جو اس کو چہ میں قدم دھرتے
اور اپنی نظرِ قاصر و فکرِ فاجر سے اقوالِ ائمہ کی تغلیط و تخطیہ کا دعویٰ کرتے ہیں
ان کی نظیر وہ برسات کی چوٹیاں ہیں جنہوں نے ناحق پر نکال کر اپنے آپ
کو فدا فی راغِ زغن بنایا ہے

مَاذَا اخاضت يا مفسر ودفی الخطرۃ حتی هلكت فليت النمل لو نظر
اور یہ نہیں سے ظاہر ہو گیا کہ اس نقد پر پراختیار نہ کرنا واجب کرنا محض بے محل
ایجاب و تحریم اجتہاد و تکلیف کے لئے ہے اور یہ اُن باتوں میں تصور ہے جو
تقاضائی نفس کے خلاف ہوں بخلاف اس کے کہ جب اس منصبِ عظیم کو
پہنچوں گا مقلدِ معض نہ رہوں گا کہ یہ تو خود ہر فرد بشر کا مقتضای طبع ہے
دوسرے کا حکوم رہنا ہی نفس پر شاق ہے نہ کہ خود ایک نفع حاکم بننا نظیر
اس کی اطاعتِ اولی الامر ہے کہ شہرِ عسے عرض کی آج تک کسی عاقل
نے یہ قید نہ لگائی کہ اس کے ساتھ رعایا پر یہ اعتقاد و امید داری بھی واجب

کہ ہم خود بادشاہ ہو گئے تو بیخ کن رہیں گے یا مجلس شوریٰ کے رکن بنے تو رائے وزیر پر مجبور نہ کریں گے کہ یہ باتیں تو خود ہر انسان کی طبیعت میں ہیں شرع واجب کیسے یا نہ کرے پھر ایجاب کر کے امر حاصل کی طلب یعنی چاہو بجدائے اس کے ساتھ یہ بھی کھل گیا کہ اس معنی پر تمام عالم میں کوئی مثلاً ایسا نہیں ملے گا جیسے یہ امر مقبول نہ ہوا وہ خواہی خواہی عزم کے ہو کہ اگرچہ وہ منصب رفیع پاؤں جب بھی تعلیقہ محض سے اہر نہ ہوں گا۔ پھر کوئی صاحب نے تعلیقہ حرام میں وجود نکالا وہ ایک مفہوم ہے جس کا مصداق جہاں میں کوئی نہ ہو۔ تو ایسی صورت کہ حرام کہنا اپنے ایک ذہنی معنی کو منہ کرتا ہے جس کے لئے خارج میں کوئی عمل نہیں اور اگر انتظار رکھو کہ یہ معنی کہ بے حصول مرتبہ تیز و منصب ختم ہو کر کوئی حدیث قول امام کے مخالف سُن پاؤں گا تو بیشک ممنوع نہ ہو مگر ہمیں مسلم کہ شرع ایسی جسامت و جہالت پسند ہے فرمائیے واجب کرنا اور مشروط لگانا تو بڑی بات ہے کوئی صاحب اگر چاہے تو قرآن حدیث سے ثابت کریں خدا و رسول نے ہر جاہل و فاسق کو کہاں حکم دیا ہے کہ ہندی کی گھرہ پا کر چناری بن جاؤ ورنہ اتخذا و احبابہد میں داخل ہو گئے جان براور فقط ایک آدمہ حدیث دیکھ لینے سے کام نہیں چلتا ہزار بار بخارِ ناز و جہالت شاہد ہیں جنہیں قطع کے بعد آدمی ایک مسئلہ میں رائے دے سکتا ہے کہ یہاں حکم شرع یہ ہے اول تو سند حدیث و اقوال رجال اور ان کے حق میں علماء کے اقوال سے تعینات نام پھر باہم ترجیح مرجع و تقدیل کے سوانح مختلفہ پر اطلاع تمام پھر بحالت عنقہ معرفت مدد کی

کا کامل اہتمام مخصوصاً وہ جن کی نسبت معلوم کہ ضعیف و مجروحین سے تزلزل
کرتے جیسے بقیہ بن ابی اسید کما صحیح یہ العلماء و الکرام اسی طرح اہل اختلاط
کی معرفت اور یہ کہ کس نے اس سے قبل اختلاط اخذ کیا اور کس نے بعد الی
غیر ذلک من الامور العظام۔ ثانیاً حدیث کے طرق و متابعات کا تتبع
و استقرار کہ شد و ذکات و اضطراب سند یا متن پر وقوف حاصل ہو۔

ثالثاً علل خفیہ سے بحث فاسض جس پر صد ہا سال سے اب کوئی تاویل نظر
نہیں آتا یہاں تک کہ متاخرین سے اکابر محدثین و اعظم ناقدین کا انتہائی
مبلغ صرف تصحیح اسناد ہے اگر وہ صحیح کہیں بھی تو اس کے معنی صرف اس قدر
کہ اسناد صحیح خبر ان سب مدارج کو قدم و اسخ سے طے کرے تو صحت
حدیث پر حکم کر سکتا ہے اب ماورائے صحاح میں تو ان امور کی ضرورت
ظاہر رہی وہ ان میں سنن نسائی و ابن ماجہ بیشک نقد و منقح کی
محتاج کہ وہ نہ تصریحاً ترمذی کی طرح بحث کریں دان سے ابو داؤد
کی طرح نص منقول ہے کہ ہمارا سکوت علیہ صلیح ہے مہذا حجرہ شاہد
کہ ان میں بہت احادیث ضعیفہ بھی ہیں خصوصاً سنن ابن ماجہ تو فقط
ان کی روایت علامت صحت نہیں ترمذی اگرچہ بحث کر جاتے ہیں مگر
علامی ناقدین نے تصحیح و تمسین میں انہیں تساہل کی طرف منسوب کیا اور
بہت نصیحوں بلکہ تمسینوں میں ان پر اتقاد فرمایا تو محقق کرواں بھی جنت
بحث باقی سکوت ابو داؤد اگرچہ ان کی تصریح سے امارت صلاح ہے مگر
مذا التحقیق اس سے صرف صلاح احتجاج مراد نہیں بلکہ صلاح اعتبار کو

بھی شامل کما مخرج بہ الامام العلامة ابن حجر العسقلانی تو ان کا سکوت
 صحیح حسن پر مقتصر نہ ہوا بلکہ ضعیف غیر باطل اس میں داخل نہ خود اپنے
 رسالہ میں کہ اہل مکہ کو ملکا کھا فرماتے ہیں فسا کان من حدیث فیہ وہن
 شدید فقد ہیئتہ صاف ظاہر ہوا کہ صرف بیان ضعف شدید کا
 التزام ہے اور خود امتحان ہی گواہ ان کے سکوت علیہ میں ضمانت موجود
 تو یہاں بھی نقد و تنقیح سے غنا مفقود افراد مسلم میں بھی بعض احادیث
 مشکوکہ ہیں کہنا نص علیہ النقاد منہما لخاصا اثر الحفاظ السیوطی
 رہ گئی صحیح بخاری اس میں صحت تعاقب کا خود التزام نہیں یونہی مشابہا
 میں تساہل اہل حدیث کا داب قدیم تو صرف بخاری کے اصول مسند میں
 بحث و تحقیق کی حاجت د پڑی سو وہ بھی انصاف یہ ہے کہ اپنی تنقیح سے
 کام نہ لیجئے تو رہی تقلید کی تقلید ہی ائمہ مجتہدین کی نہ سہی امام بخاری کی
 سہی کہ صرف ان کے اعتبار پر صحت مان لی، غیرت بے قیدی کے تو یہ معنی
 ہیں کہ اگر قال ابو حنیفہ و قال الشافعی پر کب رہے ہو تو اخرج البخاری و
 ردی مسلم کو بھی چھا نو اور مابعد کے قصور نظر نہ کہنے والے خود ان صاحبوں
 کی تقلید جامد کئے ہوئے ہیں ان سے استاد اور ایک درجہ مندرجہ کا مقلد
 محض کی تقلید بغض پر حال جب مدارج حدیثی سے کوچکے اب مدارج فقہی
 کی طرف چلے ورجہ احتجاج و طرق تعلیل معانی اور ذات و اقسام نظم و انواع
 معنی و صور تناقض و اسباب ترجیح و مسائل تطبیق پھر ان سب میں
 ائمہ و علماء کے اختلافات کثیرہ اور ہر جگہ قرآن و حدیث کی تنقیح و تحقیق ان سب

ادریں کہ نظر سائب و فکر ثاقب سے لے کر ہر قسم کے ہر مضمحل ہوتے ہیں۔ ہزاروں مطلق سقیم ہوتے ہیں صد ہا ظاہر مٹا ہوتے بہت سارے درمقصر رہتے ہیں و امثلة ذلك شائعة ذائعة کبھی بمحاطہ سال حکم صادر ہوتا ہے۔ کما فی حدیث قبلة المصائب بعض قیود محض بنظر واقع ہوتے ہیں۔ کما فی قولہ اضعافا مضاعفة گھمبے بے قصد تشریح مجروح اختیار مراد ہوتا ہے۔ کما فی حدیث علیہ السلام تحیة الموقی اور ان کے سوا صد ہا مدارک مرد آرد و ہالک جانفروں میں یا ہذا اہل نقد و اجتہاد کے سوا کون ہے کہ ان حقائق دقیقہ و دقائق عمیقہ پر اطلاع پاسے اور ان تنگ و تاریک دشوار گزار گھاٹیوں سے سلامت گزر جائے۔ ناواقف کہ اس منصب رفیع تک نہ پہنچا اگرچہ اپنے آپ کہ عالم شہر جانے جب قدم و سرے گام کے بل کرے گا ایسے ہی لوگوں کو مدیث میں فرمایا افتوا بعباد علم فضلو و اعدلوا بے علم نہ بنو یا سجدہ پہنکے اور اور اس کو ہیکل یا آخر محمد والدہ ابری و البخاری و مسلم و الترمذی و ابن ماجہ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اس نے حدیث میں آیا من قاتل فی القرآن برأیہ فاصاب فقد اخطا جس نے قرآن میں اپنی رائے سے کہا اور اس کا کلام ٹھیک بھی پڑا جب بھی خطا کی اگرچہ ابو داؤد و الترمذی و النسائی عن جناب بن عبد اللہ البیہقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ایسے ہی محل پر حدیث میں ارشاد ہوا اذا حسد الکافر الی غیرہ لما تحضر الساعة جب کام، اہل کے سپرد ہو قیامت کا راستہ دیکھ اگرچہ البخاری عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ثوابت ہوا کہ جو لوگ ایک آدمہ حدیث دیکھ کر اپنے ناقص علم قاصر فکر فائز رہ گئے
 کچھ مفاد غیر کر عمل بالحدیث کا نام لیتے۔ اور ارشادات عالیہ ائمہ مجتہدین
 و امینان شرع و ارکان دین کو منہجہ دیتے ہیں۔ وہ حقیقتاً حدیث کا خلاف
 کرتے اور راہ ضلال و اضلال میں قدم و حرکتیں یہ بظلمات مقلدین کو خدا نے
 انہیں جہل بیض پر آگاہ فرما کر جہل مرکب سے خلاص دیا اور انہوں نے
 دین متین کے حکم سستوں سے کسی ستون کو مضبوط تمام دیا ان کا قال
 ابو حنیفہ و قال ابوشامی پر عمل کرنا حقیقتاً قال اللہ تعالیٰ و قال الرسول
 کا متنب ہونا ہے (جہل جلالہ و جہلی ابوشامی علیہ وسلم) کہ ان کے خدا جل و علانی
 انہیں فرما دیا تھا۔ فاستلوا احل الذکر ان کنتم لا تعلمون اور
 ان کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں ارشاد کیا تھا الاستأخوا
 الذوالعلیہوا فانہا شفاء للعی السوال کہیں نہ پہنچا جب نہ جانتے
 تھے کہ ٹھیکے کی دوا تمہارے چھٹا ہوا ہے اور ابو داؤد و ابن ماجہ میں عبد اللہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما جان برادر اگر فقط حدیث سن پانا یا کسی کتاب میں
 دیکھ لینا کفایت کرتا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حدیث مشہور میں کیوں ارشاد
 فرماتے نفس اللہ عبدہ سمع مقالہ فحفظہا و رعاہا و اذاہا اللہ تعالیٰ
 اس بندے کو سبتر کرے جس نے میری حدیث سن کر یاد کی اور دل میں رکھی
 اور ٹھیک ٹھیک آدموں کو پہنچا دی خوب حامل فقہ غیر فقیہ
 کہ بہترین حدیث یاد ہوتی ہے مگر ہم فقہ کی ہمت نہیں رکھتے و رب
 حامل فقہ انی من حوۃ فقہ منہ اور بہتر ہے اگرچہ یاقت رکھتے ہیں

پر دوسرے اُن سے زیادہ فہیم فقہاء ہوتے ہیں۔ اخرجہ المشائخ واحمد
 وابوداؤد والترمذی وصحیح ابن ماجہ والضياء والبيهقي في
 البیہق عن (زيد بن ثابت والداري جبير بن معطم وسخوة احمد
 والترمذی وابن حبان باسناد صحيح عن ابی مسعود والداري
 عن ابی الدرداء رضي الله تعالى عنهم۔ عزیز از جان اگر مجدد حدیث
 پر اطلاع کافی ہوتی تو ہزاروں لاکھوں محدثین گزرے سب مجتہد ہوتے حالانکہ
 اکثر اُن کے متقدمین تھے حتیٰ کہ امام تاج الدین سبکی نے رئیس المحدثین امام
 بخاری کو بھی شافعیہ میں مگر امام سلیمان اعلیٰ کہ تمام اصحاب صحیح ستہ و غیر صحیح
 محدثین کے اساتذہ میں ہیں حدیث میں ان کا پایہ بتا بلند تھا محتاج بیان
 نہیں باوصف اس کے امام ابو حنیفہ سے کیا کرتے تھے ہم حنازیں اور علم طبیب
 یعنی ہم میں حدیثیں محفوظ ہیں مگر ان کے استدلال کا طریقہ تم جانتے ہو جیسے
 عطار کے پاس دوا پیش ہوتی ہیں اور ان کے استعمال کا طوطی طبیب جانتا ہے
 الحق جو منصب نقد و تیز نگ نہ پہنچا ہو اس کا بر طلاف امام مجتہد حدیث
 سے تمسک ایسا ہی ہے جیسے جاہل مریض قراہین دیکھ کر خود اپنا علاج
 کہے تو یہ ہے کہ ہر ناک ہو جائے گا اسی لئے صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا جو فن طلب کا ماہر نہ ہو اور علاج کرے وہ ضامن ہے یعنی اس کے
 مناجمہ سے کسی کو نقصان پہنچا تو اس کا تادان اس پر آئے گا اب چاہے
 وہ اپنی رائے سے نسخہ ایجاد کرے بلکہ مذاق ماہرین کی کتابوں میں لکھے
 ہونے سے کام میں لائے کہ فقط لکھا دیکھنا کیا کام دیتا ہے جب تک عمل و تحقیق

وعلل و اسباب و شرائط موانع و موسم و عمر و مزاج و حال و غیرہ پر
 اطلاع کامل نہ ہو اخرج ابو داؤد والنسائی وابن ماجہ والحاکم عن عبد اللہ
 بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
 تطہب و لم یعلم منه طب فہو مضامن۔ اس لئے امام اہل سفین
 بن عینیہ کہ امام شافعی و امام احمد کے استاد اور امام بخاری و امام مسلم
 کے استاد و استاد اور راجلہ علمائے محدثین و فقہائے مجتہدین و متبع
 تابعین سے ہیں رحمت اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ارشاد فرماتے ہیں۔ الحدیث
 مضلۃ الا للفقہاء حدیث سخت حمرہ کرنے والی ہے۔ مگر مجتہدوں کو ملا
 ابن الحلیج مکی مدخل میں فرماتے ہیں۔ یرید ان غیر ہر قد یحمل الشی
 علی ظاہرہ ولہ تاویل من حدیث غیرہ او دلیل یحتمل علیہ
 او مترولہ اوجب ترکہ غیر شی مبالا یقوم بہ الامن استبر
 و تفقہ یعنی امام سفین کی مراد یہ ہے کہ غیر مجتہد کبھی ظاہر حدیث سے جو سنی
 سمجھ میں آتے ہیں ان پر جم جاتا ہے حالانکہ دوسری حدیث سے ثابت ہوتا
 ہے کہ یہاں مراد کچھ اور ہے یا وہاں کوئی اور دلیل ہے جس پر اس شخص کو اطلاع
 نہیں یا چند اسباب ایسے ہیں جن کی وجہ سے اس پر عمل نہ کیا جائے گا ان
 باتوں پر قدرت نہیں پاتا مگر وہ جو دیرائے علم ہوا اور منصب اجتہاد تک
 پہنچا یہی وجہ ہے کہ امام شیخ الاسلام زکریا انصاری فرماتے ہیں ایاک
 ان تہادروا الی الانکار علی قول مجتہد او تخطیئہ الا بعد
 احاطتک بادلۃ الشریعہ صکلہا و معرفتک بجمیع لغات العرب

اللتی اخطوت علیہا الشریعة ومعرفتکم بمعانیہا وطرقہا
فإذا اخطتوبہا کما ذکرنا ولعجبوا ذلک الامر الذی
انکرموه فیہا ثم لکم انکار والغیرہ لکم والی ذکرہ ذلک۔

یعنی خبردار امام مجتہد کے قول پر انکار یا اس کے تخطیہ کی طرف سبادت
نہیں جب تک تمام دلائل شرع پر احاطہ اور لغات عرب اور ان کے
معانی طرق کی سرفت حاصل نہ کرو ہاں جب یہ احاطہ مل جائے اس
وقت کوئی قول مجتہد دلیل سے خالی پاؤ تو انکار کا اختیار رکھتے ہو مگر عا شا
کہاں تم اور کہاں یہ احاطہ۔ پس بحمد اللہ کاشمس علی نصف النہار واضح
ہو گیا کہ غیر صالحان نقد و اجتہاد کا خلاف امام حادیث پر عمل حدیث پر عمل
نہیں اپنی رائے ناقص پر عمل ہے جس کا حاصل صرف اس قدر کہ امام مجتہد
کی سمجھ قرآن و حدیث سے وہ حکم آیا اور ہماری سمجھ میں اس کا خلاف ہے پھر
کون سی شریعت کا حکم ہے کتاب و سنت سے جو حکم الہی ابو حنیفہ اور شافعی سمجھ
وہ نہ مانو اور جو تم سمجھ اُسے حق جانو

ہیں تفاوت رہا اذکما استتابکما

اور اگر یہ دعویٰ کیجئے کہ ہم بھی منصب نقد و منتج رکھتے ہیں جیسے امام ابو حنیفہ
نے دربار میں امام ابو یوسف امام محمد امام زفر امام عبداللہ بن مبارک یا امام
مالک کے سرکاریں امام عتبہ امام ابن القاسم یا امام شافعی کے حضور میں امام
مزن امام بیح دعتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تو بے شک یہ وہ دا اعضاء ہے
جس کا علاج نہیں سبحان اللہ علیٰ تو علی اکابر فضلاء محققین مثل علامہ

قاسم و علامہ عبداللہ بن اشحنہ و علامہ زین بن نجیم و علامہ علائے دمشقی رحمہم
 اللہ تعالیٰ کی نسبت تصریحیں کریں انہیں منصب ترجیح بھی حاصل نہ تھا اور
 آجکل کے مدعیانِ حاکمانہ نقد و تنقیح اقوال مجتہدین کا ادعا کریں انہاں لا تعنی
 الا بصار و لکن لعمی القلوب الحق فی الصدور اما ماجل خاتم
 الحقانہ ابو الفضل جلال الملة والدين مینوطی قدس سرہ العزیز
 کا قصہ کہے نہیں معلوم کہ اس منصب کا دعویٰ فرما کر علمائے مصر کے دس
 سوالوں متعلق منصب ترجیح کا بھی جواب نہ دے سکے اُن سے زیادہ جلال
 و عظمت والے اگر خلافت کچھ کہنا چاہتے ہیں ایسے کا پتے یہی فرماتے ہیں۔
 لو کان یائی من الامر شیئ لقلنت کذا۔ اگر مجھے کچھ اختیار ہوتا تو میں
 یوں کہتا: اِذَا دُعِیْتُ سَهِلٌ هِیْے اور اجابت پہاڑ بھلا اس منصب پر فہم کا
 ادا کر دینا تو کمال حال ہے میں یقین کرتا ہوں اگر ان مدعیوں سے دس مسئلے
 یوں ہی پوچھے جائیں کہ اپنی رائے کی مصیبت نہ اُٹھائیے جو تحقیق فضلاء
 کر گئے اسی کے مطابق کھ دکھائے انشاء اللہ تعالیٰ آدھے سے زائد غلط کہیں گے۔
 سبحان اللہ جب ان کا کلام نہ سمجھیں اور ان کا فرمایا ہوا ٹھیک طور پر ادا نہ
 کر سکیں تو اتنا اونچا اوڑنا دیکھا چاہیے ابھی چند روز کی بات ہے کہ مجتہد دہلی
 مولوی نذیر حسین صاحب نے دودھ کے چچا کو بھتیجی حلال ہونے پر مہر کر دی
 جب ایسے بدیہی مسائل میں یہ فہم کریں کھائیں تو اخذہ کی بہت معلوم پھر
 جب بعض احباب لقیہ نے مواخذہ کیا تو دو ہر افتویٰ لکھ کر بھیجا اور اس میں
 تصریح فرمائی کہ اگلی ہر فلاں مولوی صاحب مراد آبادی کے اعتماد پر مہر کر دی

تھی اِنَّ اللّٰهَ وَاَقْرَبُ الْاَلِيهِ رَاجِعُونَ یا تو ابو حنیفہ و شافعی کی تقلید حرام یا
 آجکل کے بعض مولویوں پر اعتماد تمام ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی
 العظیم اس واقعہ اور اس کی امثال کی بعض تفصیل رسالہ سیف المصطفیٰ
 علی ادیان الاخر میں مذکور ہوئی وَاَشَدُّ اِلْهَادَی یہ حقیقت تو آجکل کے مدعیان
 اجتہاد کی ہے اب ان سے گزرے ان کا حال پوچھے بغیر یہ مجتہدان آسمان
 ششم بھی غلام کہتے ہیں ان پر جو کوئی صاحب فرض کرتے ہیں کہ حدیث صحیح پائیں
 اور اس سے خطائی امام واضح ہو جائے فوراً قول امام چھوڑ دیں بھلا وہ یہ چارے
 یہ بھی نہیں جانتے کہ صحیح و ضعیف کہتے کسے ہیں اور مخالفت و موافقت کیونکر
 ہوتی ہے قرآن پر انھیں مختلف کرنا بعض تکلیف مالا یطاق ہے ہاں یوں
 کہیے کہ جس مسئلہ میں ہماری زبان سے سن لیں کہ یہاں قول امام حدیث صحیح
 کے خلاف ہے وہاں اُن پر فرض کہ قول امام چھوڑ دیں سبحان اللہ وہ آپ
 کا کہا مانیں تو باہدایت معلوم کہ فقط آپ کے اعتبار پر مانیں گے اور یہی سننے
 تقلید کے ہیں تو عاشا بند یہ حدیث کے مقابل قول امام چھوڑنا کب ہوا بلکہ
 دہلوی و کوئی کی رائے کے آگے ارشاد اُسے منہ موڑنا پھر اتنی ہیر پھیر کی کیا
 ضرورت ہے چادر جبۃ ایک بار پھینک کر کھلم کھلا کیوں نہیں کہتے کہ خدا
 فرض کرتا ہے جب کوئی اور دہلوی ابو حنیفہ کے خلاف پر ہوں تو ابو حنیفہ و شافعی
 کی ہرگز نہ سنو دہلوی کوئی کے مقلد بنو اَمَّا اللّٰہُ وَاِنَّ اللّٰہَ رَاجِعُونَ مسلمانوں
 نے دیکھا کہ ان صاحبوں کی باتوں میں کیا کیا تھیں ہوتی ہیں مگر اطفالِ باز
 سے چھینا دشوار سے مستحسب

پھر جھگڑے خواہی جامہ دی پوشش من انداز قدرت رومی شناسم
اور یہیں سے ظاہر ہو گیا کہ عوام الناس سے اگر صرف جاپان محض مراد ہو تو
وجوب تقلید کی اُن سے تخصیص محض باطل اور ماورائی اہل نقد مقصود
تو بلفظ عوام الناس تعبیر کرنا عوام الناس کو دھوکا دینا کہ اُن کے سامنے
خود بے قید بند ہونے کی گنجائش رہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم۔ قول امام موصوم نہیں اقول مگر شاید دہلوی وکلی مصوم
ہیں کہ یہ جس مسئلہ کو مخالفت حدیث بتائیں عوام پر جو مسئلہ ضروری ہو جائے
قولاً۔ شاید اس سے خطاب بھی ہوئی ہو۔ اقول شاید دہلوی وکلی سے نہیں
ہو سکتی کہ جو حکم حدیث سے یہ بتائیں خواہ مخواہ ٹھیک ہوائمہ نے دلائل
شرعیہ سے جو ثابت فرمایا صحیح نہ تھا۔ قول اصحیح بند صلیح اقول معلوم شد
بافتہ کی تم مباحث دقیقہ وغوامض اینکہ سند و متن و نظم و سنی کو ضرور
نظر کرو گے جب اتنا ہتھیں جانتے کہ بعد صحیح کہنے کے ذکر بند کی کیا حاجت
کہ وہ لطافت بسند مع شئی زائد کا نام ہے پھر ذکر بھی اس لفظ سے اُس درجہ
صحت میں متعین نہ رکھا کہ صلیح اضطلح محدثین میں ضعیف غیر ساقط کہ بھی
شافل اور اُس کا درجہ حسن سے نازل قولہ اس قسم کی تقلید سلف سے ثابت
ہے اقول اگر سلف سے اصحاب قیز و ادراک و نقد و تنقیح مراد جن کے بعضی
اسمائی جیتہ سابقہ گذرے تو بیشک وہ اس کے لائق تھے اور اگر ان کے
غیر مراد تو بعض منوع اور اداوائے حضر کذب صریح و قطعاً مدفع کوئی صاحب
اگر سچے ہیں تو ثابت کرو کہائیں کہ علمائے قسم وہم سے کئے مستدرین نے

حدیث پاک قول امام چھوڑنے پر تنصیص کی ہے یہاں یہاں ائمہ تراجم
 یہ علمای اصحاب ترجیح و فتویٰ اپنی نسبت رکھتے ہیں۔ اما نحن فعلینا اتباع
 ماد جھوٹ و ماصححوہ کہاں افتونا فی حیاتھم یعنی رہے ہم پر تو یہی
 لازم کہ جو کچھ وہ ترجیح و تصحیح کر گئے اُسی کا اتباع کریں جیسے اگر وہ ہمیں اپنی حیات
 میں قوم دیتے ہیں ائمائے حنفیہ سے تو اس طائفہ جدیدہ کو عداوت قدیر
 ہے مگر شافعیہ کا ارشاد دیکھئے۔ امام غزالی امام الحرمین امام ابن السمعانی
 امام کیا ہر اسی اپنے تسمذہ سے فرماتے۔ یجب علیکم التقلید بجزہب
 امامکھانشافعی ولا عذر لکم عند اللہ تعالیٰ فی العدول عنہ تم پر
 واجب ہے کہ خاص اپنے امام شافعی کے مذہب پر پابند رہو اس سے
 عدول کیا تو اللہ تعالیٰ کے حضور تمہارے لئے کوئی عذر نہ ہوگا۔ امام شیخ الاسلام
 زکریا کا فرمانا ابھی سن چکے کہ جب تک دلائل شرع و غیرہ امور پر احاطہ تام
 و معرفت کا فیہ نہ ہو ہرگز قول مجتہد پر اصرار نہ کرو اور یہ بھی فرمایا کہ کہاں
 تم اور کہاں وہ احاطہ۔ قول اگر امام معین کی تقلید کو فرض سمجھئے ۱۶
 اقول اول تو کوئی قائل اعتراض نہیں اور لفظ فرض بمعنی وجوب شارع
 الاستعمال اور بالفرض کوئی عامی فرض کے بھی ہو تو اسے حرمت تقلید میں
 کیا دخل تم خود مانتے ہو کہ عوام پر تقلید امام معین ضروری اور ضروری کا
 ادنیٰ درجہ وجوب اور بہت عوام فرض و واجب کا فرق نہیں جانتے
 پھر اگر کسی نے اپنی غلطی سے واجب کو فرض کہا تو اس سے وہ فعل کہ شرع
 نے اس پر واجب کیا تھا کیوں حرام ہو گیا اسکی بجائے سمجھ پر اعتراض ہوگا

نہ کہ واجب شرعی حرام ہو جائے۔ سبحان اللہ ان بہتد صاحبوں کی سمجھ تو
 دیکھئے قول قیاس امام قطعی صواب ہے اور اس میں مظنہ خطا نہیں اقول
 یہ بھی کسی کا عقیدہ نہیں قول اگر حدیث امام کے قیاس کے خلاف طبعی الہ
 اقول یہ جاننا روح حال پر موقوف ہے اول حدیث کی سند اور مستامحت
 پھر اس کے نظم و منی کی معرفت اس سے اتنی کیا کسی سبب ترجیح سے
 اس پر مزج موجود نہیں صرف قیاس ہی ہے اس پر تم کیا دلیل قائم کر سکتے
 ہو صرف اتنا بتانا سبحان اللہ تم کیا اور تمہارا بتانا کیا ہمیں اگر امام کے
 موافق حدیث نہ ملے اس سے یہ کیونکر لازم کیا کہ امام کو تجلی نہ ملی تھی آجکل
 کس کا علم ائمہ کے مثل ہے خصوصاً امام الامام ابو حنیفہ کہ تابعی ہیں اور
 زمانہ رسالت سے نہایت قرب رکھتے ہیں اولاً ہر ذی علم جانتا ہے کہ لاکھوں
 حدیثیں علماء اپنے سینوں میں لے گئے امام بخاری کو چھ لاکھ حدیثیں
 حفظ یاد تھیں مجددین کے ایک لاکھ صحیح اور امام مسلم نو سو لاکھ حفظ تھیں
 اور مصنفین میں صرف چند ہزار ہیں امام احمد کو دس لاکھ محفوظ تھیں مسند میں
 صرف تیس ہزار ہیں امام مالک نے ایک لاکھ حدیث سے اپنی موساؤ کو
 استخراج فرمایا جس میں فقط پانسو یا سات سو حدیثیں ہیں اگر مدونات میں
 حدیث موافق امام نہ ملی تو لاکھوں جو تہوین سے رہ گئیں ان کا پتہ کیونکر
 چلے ثانیاً جو کتابیں ائمہ محدثین جمع فرما گئے ان میں کتنی باقی ہیں صد ہا کامرٹ
 نام ہی نام باقی ہے یہاں تک کہ حاکم صاحب مستدرک باوجود اس سبب
 قریباً زمان کے بعض تصانیف امام کو معدوم بتاتے ہیں بہت تصانیف

بخاری وغیرہ کا کہیں نشان نہیں امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے زمانے میں بہت غلامائے مدینہ منورہ نے سوطا میں لکھیں صد ہا سال سے سوطا امام کے کسی کا نام تک نہیں مگر سوطا نے ابن ابی ذئب مدنی ثابث الجہاد باقی ہیں ان میں کتنی ان دیار میں ملتی ہیں۔ رابعاً جو میسر ہیں ان میں کہاں تک آپ کی نظر ہے اتنی بصارت اور ایسا دعویٰ۔ اگر دس باتیں پڑھی جائیں جن کی حدیثیں انہیں کتابوں میں موجود ہیں یقین کرتا ہوں کوئی صاحب اکثر کا پتہ نہ دے سکیں گے۔ نہ مانیں تو امتحان کرا دیں پھر وہی ہدیٰ کی گرہ پر پھنسا رہی بنتا ولا حول ولا قوة الا باللہ العلیٰ العظیم توہ قیاس کو نہ چھوڑوں گا اور حدیث کو رد کروں گا۔ اقول معاذ اللہ کیسا راد اور کس کا ترک۔ وجہ تقلید ہمارا قصور اور امام کا کمال ہے جس طرح قرآن عظیم با آئینہ تفصیل کل شئی اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان نہ فرمائے۔ مجتہد ہرگز نہ سمجھتے جیسا آیہ کریمہ لتبین لھن ویعلمھوا الكتاب وغیرہ اس پر دلیل ہیں حدیث اگرچہ کافی روشانی مگر اس کی سمجھ مجتہدین ہی کو ملی ہے۔ ہم قادر نہیں چادر بے زیادہ پاؤں کیونکر پھیلائیں۔ آخر امام سفین کا ارشاد سنا کہ حدیث غیر مجتہد کو گمراہ کرتی ہے۔ جیسے قرآن کہ عین ہدایت ہے اور بہتروں کو گمراہ کرنے والا ہاں ایسے ہی عمل بالحدیث کا دعویٰ انہیں تھا جنہیں حدیث میں یقولون بقول جیر البریہ فواکر ارشاد کیا یقولون من الدین کہا یروق السبھ من الرمیہ دین سے بھل جائیں گے جیسے تیر نشانے ہے۔ تو لہذا یہی تقلید حرام ہے ایسے

ہی قولہ ذامام نے اُس کو جائز رکھا۔ اقول ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ مفہوم ہے جس کا مصداق عالم میں نہیں پھر خدا جانے تم کس خیالی تصویر کو حرام کہہ رہے ہو قولہ علمائے امت نے ایسے لوگوں کو الحاح اقول استغفر اللہ آیت میں یہود و عنود پر تشبیح ہے جن کے پیشوا احکام الہیہ کو بدل دیتے ہیں اور آیات کتاب اللہ چھپا کر اُن کے خلاف احکام نکالتے ہیں اور یہ اشعیاء کلام الہی کو پس پشت ڈال کر ان کے نئے قانون پر عمل کرتے عیاذ اللہ اب بھی جو ایسا کرے اس بات کا مصداق ہے نہ کہ معاذ اللہ ائمہ و مقلدان ائمہ کہ لاوا اللہ ائمہ کرام کوئی جرت اپنی طرف سے نہیں کہتے۔ جو کچھ فرمایا شرع سے فرمایا وہ حاکم نہیں منظر احکام الہیہ ہیں تو اُن کے ارشاد پر چلتا بعینہ حکم خدا پر چلتا ہے۔ اور اہل تقلید خاص حکم قرآن کا اتباع کر کے اُن کی تقلید کرتے ہیں قال اللہ تعالیٰ فاستطوا اهل الذکر ان کمسند لا تقامون۔ بد مذہبوں کا داب قدیم ہے جو آیتیں کافروں مشرکوں کے بارے میں صادر ہوئیں انھیں بزور زبان و زور و بہتان مسلمان پڑھاتے ہیں مجمع البحار میں زیر حدیث یقولون بقول خیر البریہ لکھا۔

کان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یرى الخوارج شرار الخلق لانہما نطلقوا فی آیات نزلت فی الکفار محمدوہا علی المؤمنین عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خارجیوں کو بدترین خلق جانتے ہیں کہ انھوں نے وہ آیتیں جو کافروں کے حق میں اُتریں اُٹھا کر مسلمانوں پر لگی ہیں پھر غور کیا واشر مہم من یجعل آیات فی شرار الیہود علی علماء

الامۃ المعصومۃ المرحومۃ طہر اللہ الارض رجسہم ان خارجیوں سے بدتر وہ ہیں جو شریر یہودیوں میں اُنہری آیتوں کو علمائی استرحہ پر ڈھالتے ہیں اللہ تعالیٰ زمین کو ان کی گندگی سے پاک کرے۔ وہ کوئی شخص رسالت میں ان کا شریک نہیں اقول سبحان اللہ اللہ کے سب رسول ہر حق ہیں۔ لافوق ہین احد من رسلہ اور اگر یہ مراد کہ جب بے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اس وقت کے لوگوں سے قیامت تک جتنے پیدا ہوں گے کوئی حضور کا شریک رسالت نہیں کہ نبوت حضور پر ختم ہوئی تو یہ بیشک ہم اہل حق کا محض ایمان مگر ایسے اُنکے پیشوا یا ان غیر مقلدین کو سنائیے جو طبقاتِ دیرین میں چھ مشل کے قائل ہوئے تھے۔ قولا قیاس کو بمقتا بنص کے واجب العمل الا اقول ان سب خرافات کا رد ہو چکا قولہ ایسی تقلید سے اللہ بچائے اقول اللہ تعالیٰ ایسی تقلید سے محفوظ رکھے کہ بے حصول منصب نقد و تیز فقط اپنی رائے ناقص کے اتباع یا مجتہد دہنوی خواہ کوئی مولوی کے پہکائے سے ائمہ مجتہدین کے ارشادوں کو پس پشت ڈالیں اور خود آسمان ششم کے مجتہد یا طبقہِ زیرین زمین کے مجدد بننے کی راہ نکالیں۔ یہ اجمالی کلام ہے کہ قلم برداشتہ حاضر کیا گیا ورنہ ترقیق و تعمیق کی شان اور ہے سے درجہ آں مباش کہ مضمون نماندہ است

صد سال میسواں سخن از زلف یار گفست

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتعوا حکم
وصی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمدی بنو اللہ و صحبہ و

۳۷

مجتهدی شریعتہ و علماء ملتہ و مقلد ہر باحسان و بارک
و صلواتی ۲۵ شعبان ۱۳۸۷ ہجریہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
آمین۔

کتبہ عبدالحکیم سلطان احمد البریلوی
علی عنہ صدق اللہ تعالیٰ علیہ وسلم